قادیانی ریشہ دوانیاں مصر میں

(جناب مولانا محمد زکریا صاحب نائل)

مصر میں "وزارت تربیت و تعلیم" کے زیر اہتمام ایک محکمہ ادارۂ ثقافت عامہ کے نام سے قائم ہے اس ادارہ نے گذشتہ سال محمد علی لاہوری احمدی کی ایک انگریزی کتاب کا عربی ترجمہ الفکر الخوالد للنبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے شائع کیا ادارہ مذکور نے بڑے بڑے چوڑے دعووں کے ساتھ ایک ہزار کتابیں شائع کرنے کی اسکیم مرتب کی تھی یہ کتاب اسی اسکیم کے تحت اشاعت پذیر ہوئی۔

"مجلۃ الازہر" فروری ۵۸ء میں استاد محب الدین الخطیب کا ایک مفصل مضمون "تشجیع التالیف الاسلامی ونجوی عن کتاب من الف کتاب" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں ادارہ ثقافت عامہ کی مذکورہ اسکیم کے اسباب محرکات اور اس کے دعووں پر بحث کرنے کے بعد "الفکر الخوالد" پر ایک سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ چونکہ یہ مضمون بہت دلچسپ اور پر از معلومات ہے اور مسلمانان پاکستان کے لئے خصوصیت سے قابل غور ہے اس لئے اس کا ترجمہ یہاں پیش کیا جاتا ہے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ اس فرقۂ ضالہ کی ریشہ دوانیاں مصر میں کس طرح کام کر رہی ہیں۔ یہاں اس امر کی توضیح ضروری ہے کہ یہ ترجمہ پورے مضمون کا نہیں ہے بلکہ اسے بڑی حد تک کتاب زیر بحث کے تبصرہ تک محدود رکھا گیا اور باقی مطالب حسب ضرورت اختصار کے ساتھ اردو میں منتقل کئے گئے ہیں۔

استاذ محب الدین خطیب لکھتے ہیں "کل مجھے سعودی فاضل شیخ یوسف بن عبدالعزیز الناصح نے جو مسجد حرام میں ادارۃ الامر بالمعروف کے نگران ہیں اور آجکل مصر کے مہمان ہیں مطلع کیا کہ وزارت تربیت و تعلیم مصر کے ادارۂ ثقافت عامہ نے ایک کتاب اپنی ایک ہزار اسلامی کتابوں کے مجوزہ سلسلے کے مجملہ شائع کی ہے جو برطانوی استعمار کے آغوش میں پرورش پانے والے دشمن خدا غلام احمد قادیانی کے ایک ممتاز چیلے کی لکھی ہوئی ہے۔

کہیں قارئین اس غلط فہمی میں نہ پڑ جائیں کہ ادارہ ثقافت عامہ یا وہ تمام لوگ جو اس کتاب کے ترجمے اور اس کی اشاعت کی نگرانی وغیرہ کے کام سے متعلق ہیں یہ نہیں جانتے کہ محمد علی لاہوری مرزا غلام احمد قادیانی کا شاگرد ہے ایسا ہرگز نہیں ہے یہ لوگ اس سے واقف ہیں اور انہوں نے کتاب کے جس صفحے پر مؤلف کا تعارف لکھا ہے اس میں اپنی واقفیت کے اعتراف کے ساتھ یہ الفاظ لکھے ہیں "مؤلف حصول فضیلت کے لیے وقف تھے، عبادت گذار تھے اور قرآن کریم کے بڑے گرویدہ۔ انہوں نے اپنے روحانی مرشد غلام احمد قادیانی بانی تحریک احمدیت کی صحبت میں دنیوی حرص و طمع سے ہاتھ اٹھا لیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ اور وہ اپنے استاد ہی کی راہنمائی میں عابدوں اور زاہدوں کے مسلک پر گامزن رہے۔ انہوں نے انہیں کی ہدایت سے مجلہ اسلامیہ (اسلامک ریویو) ترجم اجاری کیا تھا تاکہ اس کی اسلامی تعلیمات یورپ اور امریکہ میں پہنچائیں۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ وزارت تربیت و تعلیم کا ادارہ ثقافت عامہ محمد علی لاہوری اور ان کے استاد غلام احمد قادیانی سے بڑا حسن ظن رکھتا ہے اور اسے اب تک اس حقیقت کا علم نہیں ہوا ہے کہ غلام احمد قادیانی خدا کا دشمن ہے اور وہ عابد و زاہد ائمہ میں سے نہیں ہے۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ یہ ادارہ اس بات سے بھی نابلد ہے کہ مرزائے قادیان، برطانوی استعمار کا پروردہ آغوش تھا۔ حالانکہ یہ حقیقت خود مرزا غلام احمد نے متعدد مواقع پر اپنے ہی قلم سے آشکارا کی ہے، مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب "التبلیغ" میں لکھا ہے "انگلستان کی بہی خواہی میں کوتاہی کرنا اللہ کی جناب میں کوتاہی کرنے کی طرح ہے" اسی طرح اس بات کی اشاعت کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ادارہ ثقافت عامہ یہ بھی نہیں جانتا کہ غلام احمد قادیانی اپنی تاریخ وفات تک اسکا دعوے کرتا رہا کہ وہ نبی ہے اور اس پر وحی بھیجی جاتی ہے اور وہ اس کے پیرو بغیر کسی شک و شبہ کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت "خاتم الانبیاء" کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ لفظ "زینۃ الانبیاء" کے معنوں میں ہے جس طرح انگوٹھی انگلی کی زینت ہوتی ہے اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کی زینت تھے اس کے نزدیک خاتم الانبیاء آخری نبی کے معنوں میں نہیں ہے۔ غلام احمد قادیانی اپنی نسبت کہا کرتا تھا "میں اسی طرح محمدی نبی ہوں جس طرح عیسیٰ ابن مریم اور بنی اسرائیل کے انبیاء موسوی نبی تھے اور جس طرح مسیح ابن مریم شرح موسوی کو توڑنے اور منسوخ کرنے کے لیے آئے تھے۔ اسی طرح

مسیح موعود غلام احمد قادیانی اس کا مدعی ہے کہ وہ محمدی مسیح ہے اور اسلام کو توڑنے کے لئے نہیں بلکہ اس کی تکمیل کے لئے آیا ہے۔

دیکھا آپ نے محمد علی لاہوری کے روحانی مرشد غلام احمد قادیانی کی حقیقت یہ ہے اور یہ ہے وہ کتاب جسے ادارۂ ثقافت عامہ نے اس نقصان پر پردہ ڈالنے کے لئے جو معاصر مسلمان مؤلفوں کی کتابوں میں نظر آتا ہے، انتخاب کیا ہے اور اگر اس ادارہ کا مبلغ علم اسلام اور اس کے دوستوں اور دشمنوں سے متعلق یہی ہے تو یہ ہمارا اسلامی فریضہ قرار پایا ہے کہ اس اہم موضوع پر ادارہ ثقافت عامہ ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان کو توجہ دلائی جائے کہ وہ اچھی طرح سوچ سمجھ سکیں اور ان واقعات کو نظر میں رکھیں۔

محمد علی لاہوری قادیانیت کے ان چار[1] ستونوں میں سے ہے جس کے شانوں پر غلام احمد قادیانی کی گمراہی قائم تھی۔ اور یہ غلام احمد وہی ہے جو مرتے دم تک یہی دعوے کرتا رہا کہ وہ مسیح موعود ہے اور اس کے پاس وحی آتی ہے اور جو بھی اس کا پیرو ہے اس کے اس دعوے کا ہمنوا ہے اور برابر یہی دعوے کئے جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد نبی تھے۔ یہ لوگ مرزا کی اور خود اپنی منافقت کی وجہ سے اسے اسلامی نبی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جو ان کے عقیدہ میں اسلام کو مکمل کرنے کے لئے آیا تھا۔۔۔ اور اس کے اسلام کو مکمل کرنے کی ایک شان یہ ہے کہ اس نے اعلان کیا کہ جہاد باطل ہے اس کے دین میں انگریز سے لڑنا حرام ہے ہاں" انگریز کی صفوں میں شامل ہو کر مسلمانوں سے لڑنا جہاد شروع ہے! مرزا اپنی کتاب الھدیٰ والتبصرۃ لمن یری کی جلد ا صفحہ ۲۶ میں حکومت برطانیہ کے متعلق لکھتا ہے "اس مبارک حکومت پر مخفی نہ ہوگا کہ میں اس کے قدیم خادموں، ہی خواہوں اور دعا گویوں میں سے ہوں ... اور میرے والد میرزا غلام مرتضیٰ ابن مرزا عطا محمد قادیانی دولت برطانیہ کے خیر اندیشوں میں سے تھے...... میرے والد نے شورش (۱۸۵۷ء) کے زمانہ میں پچاس سواروں سے مع گھوڑوں کے حکومت

[1] ان چاروں کے نام یہ ہیں (۱) حاجی (حکیم) نورالدین قریشی جو مئی ۱۹۰۸ء سے اپنے انتقال ۱۹۱۴ء تک غلام احمد قادیانی کا خلیفہ رہا۔ (۲) محمد علی لاہوری جو اپنی وفات ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۱ء تک اس تحریک کا ایڈیٹر رہا (۳) خواجہ کمال الدین جو مجلس معتمدین قادیان کا رکن اور صدر انجمن احمدیہ کا سکرٹری تھا (۴) بشیر الدین مرزائے قادیانی کا بیٹا۔

کی مدد کی تھی (یعنی استعمار کے مقابلے میں مسلمانوں نے جو ہنگامہ برپا کیا تھا اس زمانے میں، اور اس طرح اس نے اپنے دین، قوم اور وطن سے غداری کی اور برطانوی استعمار کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑا) اور خطرات نازل ہونے بوقت وہ حکومت کو مالی امداد دینے میں بہتوں سے سبقت لے گئے ۔ ۔ ۔ رہا میں سو میرے پاس دنیا کا مال، گھوڑے اور سوار تو نہیں ہیں مگر مجھے قلم کے گھوڑے اور کلام کے جواہرات دیئے گئے ہیں۔ اور اس الٰہی و آسمانی حکومت نے مجھے غنی کر دیا ہے میرے افلاس کا تدارک کر دیا ہے، مجھے روشنی دی ہے، میری شب سیاہ کو منور کر دیا ہے اور مجھے دولتمندوں میں داخل کر دیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اس لیئے میں اپنے قلم اور ہاتھ سے اس کی امداد کے لیئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اللہ میری مدد پر ہے۔ میں نے اس وقت سے اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ جو مبسوط کتاب بھی تالیف کروں گا اس میں قیصر ہند (ملکہ وکٹوریہ) کے احسانات کا اور ان عنایتوں کا ذکر ضرور کروں گا جن کی شکر گزاری مسلمانوں پر واجب ہے اس لیئے میں نے یہ کتابیں جو ان مضامین پر مشتمل ہیں ہر ملک میں اور تمام لوگوں میں شائع کی ہیں اور انہیں عرب و حجاز وغیرہ کے دور دراز شہروں میں بھیجا ہے تاکہ وہ جان لیں کہ یہ حکومت ان کی محسن ہے اور برضا و رغبت اس سے محبت کرنے لگیں۔ یہی میرا کام ہے اور یہی میری خدمت اور اللہ میری نیت کو جانتا ہے اور وہ بہترین محاسب ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور جسے اس بات میں شک ہو وہ میری کتاب البراہین (براہین احمدیہ مترجم) کی طرف رجوع کرے اور وہ بھی رفع شک میں کافی نہ ہو تو میری کتاب "التبلیغ" دیکھے۔ اس پر بھی مطمئن نہ ہو تو میری کتاب "الحمامۃ" پڑھے۔ اس کے بعد بھی کوئی شبہ باقی رہے تو میری کتاب "الشہادت" پر غور کرے تاکہ اس پر اچھی طرح واضح ہو جائے کہ میں نے کتنی بلند آواز سے جہاد کی ممنوعیت اور اس حکومت کے خلاف بغاوت کی ممانعت کا اعلان کیا ہے۔ اور مجاہدین کی غلطی واضح کی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہاں تک کہ مجھے اس قسم کی اشاعتوں کے کام میں گیارہ برس ہو چکے ہیں۔ اور میں نے اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کی ہے۔ اگر میں ان خدمات میں اپنے منفرد ہونے کا دعوے کروں تو مجھے زیب دیتا ہے ۔ ۔ ۔ کیونکہ اس حکومت کے لیئے میری جیسی تائید و اعانت کرنے میں کوئی میرا نظیر و مثیل نہیں اور یہ حکومت اگر قدر شناس ہے تو عنقریب اس سے واقف

ہو جائے گی۔"

برطانوی استعمار کا یہ خاکسار بندہ اپنی کتاب البشریٰ حصہ اول ص۵۶ میں دعوےٰ کرتا ہے کہ اسے حسب ذیل وحی بھیجی گئی۔

"اللہ قادیان میں نزول کرے گا"

وہ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص۳۹۱ طبع قادیان میگزین مئی ۱۹۰۷ء میں جو اس کی آخری تالیف میں سے ہے کہتا ہے" اس امت میں جو لوگ اولیاء، ابدال اور اقطاب میں سے گزرے ہیں۔ انہیں ان چیزوں میں سے جو مجھے دی گئی ہیں کچھ نہیں دیا گیا، میرے ساتھ یہ خصوصیت رکھی گئی ہے کہ میں نبی ہوں اور سوائے میرے کوئی اس کا استحقاق نہیں رکھتا، کیونکہ بکثرت وحی اور غیبی امور ان میں نہیں پائے گئے۔"

اس نے کتاب (اشتہار معیار الاخیار) کے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے "میں ابو بکر سے افضل ہوں" بلکہ "انبیاء سے بھی افضل ہوں" وہ اپنی کتاب "دافع البلا" ص۱۳ میں کہتا ہے "میں حسینؓ [۱] سے افضل ہوں"۔ اس نے اپنی کتاب ضمیمہ انجام آتھم میں لکھا ہے" برا ہو عیسیٰ کا" انجیل میں جو کچھ اس کی جبلی (موعظت کو ہی) تعلیم میں ہے وہ اس نے یہودیوں کی کتاب التلمود سے سرقہ کیا ہے اور اس سرقہ کے بعد بھی لوگوں سے دعوےٰ کیا ہے کہ یہ اس کی وہ کتاب ہے جو اس پر آسمان سے نازل کی گئی اسی طرح وہ خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں استہزا و جسارت کا مرتکب ہوتے ہوئے لکھتا ہے

لہ انخسف القمر المنیر وان لی
غسا القمران المشرقان، أتنکر

(اس) رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے روشن چاند گہن میں آیا اور میرے لئے دو روشن چاند ابھرے کیا تم ان سے انکار کرو گے۔

اس نے اس شعر کی جو تشریح اردو زبان میں کی ہے وہ نبی الرحمۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب

---

[۱] اس موقع پر مرزا کا یہ شعر بھی نظر میں رکھیئے ؎

کربلا ئیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم (مترجم)

ہیں اس کی گستاخی، بے ادبی پر اور ساتھ ہی اس کے کفر وجہالت اور دیوانگی پر دلالت کرتی ہے قادیانیوں کے عقائد میں یہ بھی ہے کہ نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہلال تھے اور غلام احمد قادیانی بدر کامل۔ اور انہوں نے اپنے تئیں علم پر اسی عقیدہ کی بنا پر ہلال اور بدر کے نقش بنائے ہیں اور ان دونوں کے درمیان ایک منارہ ہے جو ان کے عقیدے میں مسیح قادیانی کا منارہ ہے۔ یہ اس غرض سے ہے کہ مسجد دمشق کے مشرقی منارے کا قائم مقام ہو سکے جس کے متعلق بعض آثار میں آیا ہے کہ مسیح علیہ السلام ابن مریم آخر زمانے میں اس منارے پر اتریں گے۔ اس لیئے قادیانی نے اس کا دعوےٰ کر دیا کہ اس (عیسیٰ) سے خود اس کی ذات مقصود ہے۔ اس کے لیئے انہوں نے ایک شہر بنایا جس کا نام ربوہ رکھ دیا تاکہ اس کے ذریعہ اس قرآنی آیت ربوۃ ذات قرار ومعین کی تفسیر ہو سکے۔

(مرزائے) قادیانی نے اپنی کتاب اربعین جلد ۲ ص۳ میں اور رسالہ انجام آتھم میں لکھا ہے "اللہ نے میرے پاس وحی بھیجی ہے اخترتك لنفسی، الارض والسماء معك كما هي معي وسرك سري انت مني بمنزلة توحيدي وتفريدي" (میں نے تجھے اپنی ذات کے لیئے اختیار کیا ہے، آسمان وزمین تیرے ساتھ ہیں۔ جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔ تیرا راز میرا راز ہے تو میری طرف سے میری توحید وتفرید کے درجے میں ہے۔ مترجم)

وہ اپنی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" کے صفحات (۵۶۴، ۵۶۵) میں رقمطراز ہے "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اللہ ہوں اور میں نے یقین کر لیا ہے کہ میں بعینہ اللہ ہی ہوں اور میرے دل میں آئی کہ میں دنیا کی اصلاح کروں اور اسے ایک نئے نظام کے ساتھ منظم کروں یعنی آسمان اور زمین کو نئے سرے سے پیدا کروں"[۱]

اس نے اپنی کتاب "توضیح المرام" میں ذکر کیا ہے "اللہ طول وعرض والا ہے۔ اس کے بیشمار وبے حساب ہاتھ پاؤں ہیں۔ اور برقی تار کی طرح اعصاب واوتار ہیں جو تمام سمتوں میں پھیلے ہوئے ہیں"

اپنی کتاب "برکات الخلافہ ص۵" میں دعوےٰ کرتا ہے "میرے ظہور کے بعد حج قادیان

---

[۱] یہاں مرزا کی اس وحی کا تذکرہ بھی بے محل نہ ہوگا جس میں اس نے ظاہر کیا ہے کہ (معاذ اللہ) خدا نے مجھ سے مقاربت کی میں اس سے حاملہ ہوا، یا ایک وحی میں ہے خدا نے مجھے امساک کا نسخہ تعلیم کیا (اعاذنا اللہ من ھذہ الخرافات) (مترجم)

میں منتقل ہو گیا ہے۔"

توضیح المرام ص۵۲ میں لکھتا ہے " ملائکہ روح کی حرارت کے نام کے سوا کچھ نہیں ہے"

ازالۃ الاوہام ص۲ میں ہے " قیامت آنے والی نہیں اور تقدیر کوئی چیز نہیں۔"

ضمیمہ تحفۂ گولڑویہ ص۱ میں لکھا ہے " مجھے اللہ نے اس کا اختیار کامل عطا کیا ہے کہ جو احادیث میرے الہام کے موافق ہوں انہیں قبول کر لوں اور اگر وہ میری رایوں کے خلاف پڑیں تو انہیں رد کر دوں"

غلام احمد قادیانی کے جو اقوال میرے پاس موجود ہیں اگر ان سے اسی قسم کی چیزیں لکھتا چلا جاؤں تو اندیشہ ہے کہ مجلۃ الازہر ابتداء سے انتہا تک بھر جائے گا میرا خیال ہے کہ میں نے اس موقعہ پر جتنے اقوال نقل کئے ہیں وہ سیاسی، وطنی اور دینی و عقلی زاویۂ نگاہ سے مرزا کے تعارف کے لئے بہت کافی ہیں۔

تو یہ ہے اس محمد علی لاہوری کا روحانی مرشد جس کی ایک کتاب وزارت تربیت و تعلیم کے ادارۂ ثقافت عامہ نے ہزاروں کتابوں کی اسکیم کے ضمن میں انتخاب کی ہے "تاکہ بازاری کتابوں کی بکثرت اشاعت کی وجہ سے اسلامی ثقافت میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے اسے پُر کیا جا سکے اب سوال یہ ہے کہ کیا قادیانیوں ہی کی کتابیں جو غلام احمد قادیانی کی راہنمائی پر تکیہ کرتی ہیں وہ ارفع و اعلیٰ کتابیں ہیں جو اسلام سے متعلق عربی کتب خیال میں پیدا ہونے والے خلا کو پُر کر سکتی ہیں۔

ادارۂ ثقافت عامہ بہت بھولا بن کر کہتا ہے " اس میں محمد علی" لاہوری کا کیا گناہ ہے کہ اس کا روحانی مرشد اس پست درجے تک گر گیا ہے جیسے دوزخ میں قرار نہیں۔

اس کی نسبت میرا جواب یہ ہے کہ "ریویو آف ریلیجنز" جلد ۸ ص۱۶۳ پر محمد علی لاہوری کا ایک مقالہ شائع ہوا ہے جس میں وہ کہتا ہے " احمدی تحریک اور اسلام کی مثال مسیحیت اور یہودیت کی شان پر ہے" اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ احمدی تحریک جس کا ایک داعی محمد علی بھی ہے اسلام سے اسی قدر مختلف ہے جس قدر مسیحیت یہودیت سے مختلف[۱] ہے اور جس طرح مسیحی کلیسا کے مبلغین تورات کی اشاعت کرتے ہیں اور اسے اپنی کتابوں میں سے خیال کرتے

---

[۱] ملاحظہ فرمایا آپ نے ۔ جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے۔ اس مضمون کا یہ حصّہ خصوصیت سے ان لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے جو لاہوری احمدیوں کے مداح ہیں اور انہیں قادیانیوں سے مختلف سمجھتے ہیں

ہیں۔ اگرچہ اس کی تفسیر و تفہیم میں وہ یہودیوں سے اختلاف کرتے ہیں۔ اسی طرح محمد علی لاہوری اور احمدیوں میں سے اس کی جماعت قرآن کی تفسیر و تفہیم میں مسلمانوں سے اختلاف رکھتی ہے اور ساتھ ہی قرآن سے انتساب کا دعوےٰ کرتی ہے۔

اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ محمد علی لاہوری اور احمدیوں میں سے اس کی جماعت جو اس پر خود غلط اور یاوہ گو شخص مرزا غلام احمد کو اس کی ان تمام کوتاہیوں اور خیانتوں کے ساتھ اور ان حماقتوں، گستاخیوں اور بے ادبیوں کے باوجود اپنا روحانی مرشد سمجھتی ہے، ادارہ ثقافت اسلامیہ نے کتاب مذکور کو شائع کر کے مؤلف کے اس روحانی ارشاد پر مہر تصدیق ثبت کر دیا ہے۔

اسی طرح یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ محمد علی لاہوری اور اس کی احمدی جماعت کے لوگ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ان کا یہ احمق راہنما اسی طرح اسلام کا مسیحا تھا جس طرح عیسےٰ بن مریم یہودیت کے مسیحا تھے۔ وہ اس کے اس دعوے کی تکذیب نہیں کرتے کہ اسے اس قسم کی وحی آیا کرتی تھی۔ جس کے نمونے ہم اس مضمون میں درج کر چکے ہیں۔ اب ہم محمد علی لاہوری کے اس عقیدے کا ذکر کریں گے جو وحی سے متعلق ہے اور جس کا سلسلہ اس کے عقیدے میں اب تک منقطع نہیں ہوا ہے۔

محمد علی لاہوری نے کتاب حکیم (قرآن حکیم) کا جو مسخ شدہ ترجمہ کیا ہے اس کے مقدمے میں وہ کہتا ہے "سب سے آخر میں یہ کہتا ہے کہ اس کتاب میں جو خوبی بھی ہو سکتی ہے اس میں میرے امام دین اور اس عہد کے امام اکبر مرزا غلام احمد قادیانی نے مجھے مستفید کیا ہے میں علم کے اس مواج سرچشمے سے سیراب ہوا ہوں جو اس مصلح کبیر، اس زمانے کے مجدد، اس امت کے مہدی اور تحریک احمدیت کے بانی کے سینے سے پھوٹتا ہے"۔

اس سے بھی بڑھ کر وہ اس اعلان کے چوتھے فقرہ میں جو محمد علی لاہوری کے دستخط سے شائع ہوا ہے کہتے ہیں "بے شبہ غلام احمد چودھویں صدی کے مجدد تھے" اسی اعلان کے پانچویں فقرے میں انہوں نے اس اعتقاد کا اعلان کیا ہے: "اللہ اپنے اولیاء سے کلام کرتا ہے"۔

محمد علی لاہوری اپنے ترجمۂ قرآن کے مقدمے میں کہتا ہے "وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے اور سچے مسلمان (یعنی غلام احمد قادیانی کے پیروؤں) کے لئے اس دروازہ میں داخل ہونا ممکن ہے"

محمد علی لاہوری نے اپنی کتاب "دین اسلام" اس کے اصول و قواعد کے دو مواقع پر لکھا ہے کہ وحی الٰہی اب تک جاری ہے"۔ یہ وہ کتاب ہے جس کا ترجمہ ۱۹۵۲ء میں محکمہ پولیس قاہرہ کے جنرل سیکرٹری نے کیا ہے۔

(لاہوری) احمدیوں کا رسالہ لائٹ مورخہ جو برطانوی استعمار کے زمانے میں لاہور "پنجاب" سے شائع ہونا شروع ہوا تھا۔ اور جس کے سرنامے پر یہ الفاظ مرقوم ہیں "اشاعت اسلام کے لئے جمعیتہ احمدیہ کی خدمات اس کا ایک شمارہ" ان لوگوں نے میرے پاس بھیجا تھا اس رسالہ کی اشاعت ۱۶ جولائی ۱۹۳۳ء نمبر ۱۹ میں بعنوان "اللہ کی آواز" یہ عبارت درج ہے "گاندھی پر وحی الٰہی نازل ہوتی ہے، اللہ نے ایسی آوازیں جو گاندھی نے اپنے کانوں سے سنی ہے گاندھی سے کلام کیا ہے" ساتھ ہی اس بیہودہ بکواس پر یہ حاشیہ چڑھایا ہے "گاندھی نے ہم سے صرف یہی نہیں بیان کیا ہے کہ اللہ صرف موجود ہے بلکہ ہم سے اس سے بھی زیادہ بعید بات یہ کہی ہے کہ وہ انسان سے کلام کرتا ہے، اور حقیقتہً اس (گاندھی) نے خود اس کی آواز سنی ہے"۔

اس کے بعد ان لوگوں نے کہا ہے "خصوصاً ہم لوگوں کے لئے تو اس مسئلے کی اہمیت و عظمت کے اسباب موجود ہیں جو اسے ہمارے نزدیک بہت اہم بناتے ہیں۔ اللہ کی آواز تو تحریک احمدیت کے زاویہ کا ایک پتھر ہے اور جو دین[1] اس زندہ خصلت سے کٹ گیا ہے وہ پستی میں جا پڑا یہاں تک کہ پرانی قصہ کہانی بن گیا۔ اور اس کے سوا کچھ نہ رہا[2] اور مردہ قصے کہانیاں تو بے جان ہڈیاں ہیں۔ جو زندگی سے اور حیاتیاتی نشوونما کی قدرت سے عاری ہیں"۔

اسی کا ایک اقتباس اور ملاحظہ فرمایئے۔

"ہندوستان کے بت پرستوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ نے ایک مرتبہ دنیا کی ابتدا میں کلام کیا اور نوع انسان کو وید یعنی وہ کتاب دی جسے برہمن مقدس مانتے ہیں۔ ہمیشہ کے لئے اس نے خاموش رہنے کا عہد کر لیا۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ اور دوسرے پیروان مذاہب نے اپنی طرف سے وحی الٰہی کا دروازہ بند کر دیا۔ اسی طرح ان

[1] یعنی وہ اسلامی دین جو انقطاع وحی کے عقیدے پر قائم ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتا ہے
[2] اس بنا پر دین اسلام احمدی تحریک سے اس سے کہیں زیادہ دور ہے جتنا یہودیوں کا دین مسیحی دین سے۔

معلموں نے دین کی حیاتیاتی حقیقت کو گھٹا دیا۔ اور اس طریقے سے اسے مردہ کہانیاں بنا ڈالا اور مسلمان علمائے بھی اس غلطی کا ارتکاب کیا اور اس ذریعہ سے اسلام کے حیات اور نور کے سرچشمے یعنی اللہ کے کلام کو منقطع کر دیا۔ واقعۃً یہ اسلام کے لیئے ایک بڑی برائی ہے کہ مسلمانوں کے اور اس اعلےٰ روحانی برکت یعنی کلام الٰہی کے درمیان ایک بند قائم کر دیا جائے حالانکہ اللہ کا کلام زندگی کی عظیم ترین مسرتوں میں سے ہے اور یہ اس ہمیشہ زندہ رہنے والے خدا کا کلام ہے۔ جسے انسان اپنے کانوں سے سنتا ہے۔ اسلام آیا ہی اس لیئے کہ نوع انسانی کے لیئے برکت بنے لیکن مسلمان علماء نے خود اسلام ہی کے نام سے مسلمانوں کو اللہ کی اس برکتِ عظمےٰ سے محروم کر دیا ہے"

لائٹ کی اسی اشاعت میں مسلمانوں اور اس کے دین کو بے نفط سناتے ہوئے لکھا گیا ہے۔ "یہ وہ درخت ہے جو پھل نہیں دیتا اور جس کی کوئی قیمت نہیں متقی مسلمان کے ساتھ اللہ کے امکان کلام سے انکار کرکے علماء نے اسلام کو خسارہ میں ڈال دیا ہے اور انجیر کے اس درخت کی طرح ہو گیا ہے جس کا ذکر انجیل میں ہے جو پھل نہ دیتا تھا اس لیئے مسیح نے اس پر لعنت کی تھی اور وہ اس میں حق بجانب تھے"

جب ان لوگوں نے ۱۹۳۳ء میں یہ باتیں شائع کیں تو علامہ تقی الدین الہلالی[۱] تھے جو اس زمانے میں بون یونیورسٹی (جرمنی) کے ایک پروفیسر تھے مجلۃ الفتح میں ان کی تردید کرنے کی زحمت گوارا کی اور ان اشخاص پر بجلیاں گرائیں جن کی آنکھوں میں اللہ کا وہ زندہ جاوید کلام جو قرآن میں موجود ہے اور جس نے ہر چھوٹی بڑی بات کا احصا کر لیا ہے نہیں سمایا اور یہ دعوے کر بیٹھے کہ اللہ نہ صرف ان کے نبی غلام احمد القادیانی جیسے کذابوں، پاگلوں اور دجالوں سے کلام کرتا ہے بلکہ گاؤ پرست برہمنوں سے بھی ایسی آواز میں ہمکلام ہوتا ہے جسے وہ اپنے کانوں سے سنتے ہیں۔ اس دعوے کے ساتھ انہوں نے اسلام میں تغیر و تبدل کرنے کا ارادہ کیا اور

[۱] آپ ایک اہل حدیث عالم ہیں آج کل بغداد میں مقیم ہیں (رحیق)

استعمار یت کے کام آنے کے لئے ایسے ایسے دین پیش کئے جیسا ان کے استاد، مصلح مجدد اور روحانی مرشد، عدو اللہ غلام احمد قادیانی کا دین ہے اور جس کا دعویٰ تھا کہ اللہ نے اس سے کلام کیا ہے۔ اور اس سے یہ کہا ہے " سید رشید رضا صاحب مجلۃ المنار مصر میں اور مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب رسالہ اہل حدیث امرتسر ہندوستان میں دونوں عنقریب مر جائیں گے[1]۔ پھر برطانوی استعمار کا یہ مخلص خادم ہی پہلے بدترین موت مرا اور یہ دونوں بزرگ ایک مدت تک زندہ رہے تاکہ اللہ لوگوں پر مرزا کا جھوٹ ثابت کر دے اور یہ بھی ثابت کر دے کہ وہ شیطان کی وحی سے ہم کلام ہوتا ہے۔ قدیم زمانے کی بات ہے، احنف بن قیس سے کہا گیا کہ مختار علیہ الثقفی دعویٰ کرتا ہے کہ اس پر وحی آتی ہے، تو احنف نے کہا " اس نے سچ کہا اور ساتھ ہی یہ آیت تلاوت کی وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم (بیشک شیاطین اپنے دوستوں کے پاس وحی لاتے ہیں)

عجیب بات ہے کہ محمد علی لاہوری اور اس کا گروہ استمرار وحی کے دعوے پر تو قائم ہو تاکہ یہ ثابت کرے کہ ان کے قادیانی احمق پر وحی آیا کرتی ہے اور جس کے نمونے ہم ان کی پوچ اور لچر کتابوں سے اوپر نقل کر چکے ہیں۔ ان کتابوں کی سخافت سے وہ خود بھی واقف ہیں جس کی دلیل یہ ہے کہ وہ ان مطبوعہ کتابوں کے نئے ایڈیشن شائع نہیں کرتے اور ان کے قدیم مطبوعہ نسخے جمع کر کے انہیں اس طرح چھپانے کی کوشش کرتے ہیں جس طرح بلی اپنے براز کو! اس کے باوجود وہ عقیدہ استمرار وحی کی خرافات کا تحفظ کرتے ہیں، اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اس کے التزام پر اصرار کرتے ہیں۔ اس طرح غلام احمد قادیانی کا کلام ان کے نزدیک وحی ہے اور ساتھ ہی خدا اسی کا کلام بھی ہے۔ محمد علی لاہوری، جس کی انگریزی کتاب کا ترجمہ ادارہ ثقافت عامہ نے

---

[1] اس میں اس معرکۃ الآرا واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو واقعہ مباہلہ کے نام سے مشہور ہے یہ مباہلہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم کے درمیان بڑی باقاعدگی کے ساتھ ہوا تھا اور اس کا موضوع یہی تھا کہ فریقین میں سے جو جھوٹا ہو وہ پہلے مرے گا اور جو سچا ہو وہ اس کے بعد بھی زندہ رہے گا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ پہلے مرزا کو موت آئی، بند ہیضہ ہوا اور مرتے وقت منہ سے پاخانہ خارج ہوا۔ یعنی مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کا انتقال ۱۹۴۸ء میں ہوا جب کہ مرزا صاحب سالہا سال قبل وفات پا چکے تھے (مترجم)

کیا ادارے سے ایک ہزار کتابوں والی اسکیم میں ہیشرو کتاب کی حیثیت سے شائع کیا ہے۔ اپنے قارئین کے ذہن میں یہ بات مرتسم کرنا چاہتا ہے کہ قرآن کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افکار ہیں سے ہے اور اس کے ساتھ ہی ان پر اس کی وحی کی گئی ہے۔ اسی لئے محمد علی نے اپنی کتاب کا نام "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ جاوید افکار" رکھا ہے اور اس کے اندر تمام قرآنی آیات درج کی ہیں جس طرح غلام احمد قادیانی کی تالیفات جو اسلام سے انکار اور برطانوی استعمار کی تعظیم وتمجید سے بھری پڑی ہیں۔ محمد علی لاہوری کے نزدیک غلام قادیانی کے دوامی افکار ہیں اور ساتھ ہی اسے ان کی وحی کی گئی ہے، اسی طرح اس کی نظر میں قرآنی آیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوامی افکار بھی ہیں اور انہی کی وحی بھی ان پر بھیجی گئی ہے۔

اس طرح وہ جس بات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی سے منسوب کرتا ہے اس کے نزدیک اس کی حیثیت اس کے مسیح موعود غلام احمد قادیانی کی وحی کی ہے۔ وہ گاندھی کی بات کو بھی اسی وحی سے منسوب کرتا ہے بلکہ اس کے نزدیک وحی اب تک جاری ہے اور تمام لوگوں کے لئے ہمیشہ جاری رہے گی۔ وہ تو اپنے ہموطن ہندو برہمنوں پر اس کا عیب لگاتا ہے کہ یہ لوگ ابتدا سے وحی کو کتاب وید میں محصور کئے ہوئے ہیں۔ اسی لئے اس کے نزدیک وہ غلطی پر ہیں۔ اور یہود و نصاریٰ وغیرہ اہل مذاہب نے جو وحی الہی کا دروازہ بند کر رکھا ہے۔ ان کے اعتبار سے وہ بھی خاطی ہیں۔ اور ان میں سب سے زیادہ خطا کار وہ مسلمان ہیں جو اس کے قائل ہیں کہ خاتم النبیین کی وفات کے ساتھ وحی منقطع ہوگئی ان کی نظر میں تنہا قادیانیت ہی صحیح راستے پر ہے کیونکہ ان کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی انبیاء کی زینت ہیں جس کی مثال انگوٹھی کی بھی ہے جو انگلی کے لئے زینت ہوتی ہے۔

آپ نے دیکھا کہ اسلام غلام احمد قادیانی اور ان تمام لوگوں کی تکذیب کرکے جن پر شیطان وحی بھیجتا ہے ایک بے ثمر درخت بن کر رہ گیا ہے اور ایسا درخت ہو گیا ہے جس پر مسیح علیہ السلام نے لعنت کی ہے اور اسلام کا وہ ثمر جو قیامت تک ہمیشہ باقی رہنے والی وحی کی صورت میں کتاب مبین کی آیات میں موجود ہے ان کے نزدیک کوئی شئے نہیں اس لئے کہ حقیقی وحی الہی کی یہ تلاوت برطانوی استعمار کی تعظیم و تکریم نہیں کرتی (باقی برصفحہ ۴۶)